بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(لفظ صحابی کی لغوی واصطلاحی تعریف، صحابہ کی شان، عظمت وتقدس، ان کی عدالت وثقاہت کی حقیقت، مشاجرات صحابہ میں جمہور ائمہ کا نقطہ نظر، اصحاب رسول کی تنقید، تنقیص وتجریح کی حرمت پہ اجماع امت۔ جیسے مضامین پہ فاضلانہ ومحققانہ بحث)

بقلم

مفتی شکیل منصور القاسمی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	:	اصحاب رسول ﷺ
مرتب	:	مفتی شکیل منصور القاسمی حفظہ اللہ
صفحات	:	پچاس (50)
اشاعت	:	بروز پیر/ 12/نومبر/2018ء عیسوی ۳/ ربیع الاول/۱۴۴۰ھ ھجری
موبائل نمبر	:	597883-6887
ترتیب وتزئین	:	مسعود اعجازی اورنگ آبادی
موبائل نمبر	:	9309827381

فہرست

1	صحابی کی تعریف اصولیین کے نزدیک	10
2	محدثین کی تعریف صحابی کی بنیاد	12
3	حضرت انس بن مالک کے قول کی حقیقت	15
4	قابل غور پهلو	19
5	سعید بن مسیب کے مذهب کی تحقیق	21
6	فضائل میں صحابہ کے مراتب	26
7	صحابہ کی ثقاهت و عدالت	27
8	صحابہ کا ادب و تقوی	29
9	صحابہ کفر و فسق سے محفوظ تھے	29

10	صحابہ عبادت کے خوگر اور رحمدل تھے	30
11	سارے صحابہ عادل ہیں	31
12	عدالت صحابہ کا مفہوم	33
13	صحابہ کے آپسی اختلافات ، میں جمہور کا موقف اور راہ عمل	37
14	کیا صحابہ کی صف میں منافقین بھی تھے	45
15	خلاصہ بحث	49

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحِبَ یَصحَب ، صَحابۃً وصُحبۃً ،

ساتھ رھنا ،

الصحبۃ اور الصحابۃ (مصدر)

کی لغوی حقیقت و اصلی مفھوم دو چیزوں کے مابین اتصال ولقاء ہے

جب کوئی کسی سے ملے تو ملنے والے کو "صاحب" یا "صحابی" کھتے ھیں

جس کی جمع "أصحاب" و صَحابۃ" آتی ہے

ملنے کی زمانی مقدار حقیقت لغویہ سے خارج ہے

معمولی لمحے کے لئے ملنے والے کو بھی لغوی اعتبار سے صاحب کھیں گے

جیسے مطلق مارنے والے کو "ضارب"

کھتے ھیں

خواہ تھوڑا مارے یا زیادہ!

اسی طرح مطلق ملاقات کرنے والے کو صاحب کھیں گے

ملنے کی زمانی مقدار کو لازم کرنا لفظ کی لغوی حقیقت میں زیادتی کرنا ہے۔.

أبوبکر الباقلانی "الکفایۃ" ص 100

میں تحریر کرتے ھیں:

لا خلاف بین أھل اللغۃ فی أن القول ، صحابی ، مشتق من الصحبۃ ، وأنہ لیس بمشتق من قدر

منھا مخصوص ، بل ھو جار علی کل من صحب غیرہ قلیلاً کان أو کثیراً گ یقال صحبت فلاناً

حولاً ، ودھراً ، وسنۃ ، وشھراً ، ویوماً ، وساعۃ ، فیوقع اسم المصاحبۃ بقلیل مایقع

منها و كثيرة و ذلك يوجب فى حكم اللغة: إجراء هذا على من صحب سيدنا رسول الله ـ صلى الله

عليه وسلم ـ أى قدر من الوقت

إمام ابن تیمیة "الصارم المسلول" ص 575

میں لکھتے ھیں:

"والأصحاب جمع صاحب، والصاحب اسم فاعل من صحبه يصحبه، و ذلك يقع على قليل

الصحبه و كثيرها

لسان العرب میں ہے:

الصحابة فى اللغة: يقال صحب أى دعاه إلى الصحبة ولازمه، وكل شئ لازم شيئاً فقد استصحبه۔

لسان العرب 519/5191/1

حضرات علماء کے صحابی کی اصطلاحی تعریف میں اگرچہ مختلف نقطهائے نظر هیں،

لیکن مرکزی موقف دو هیں

ایك محدثین کا موقف ہے

اور دوسرا اصولیین کا،

حضرات محدثین نے لفظ کی لغوی حقیقت کی رعایت کرتے ہوئے لفظ صحابی کی جو شرعی تعریف

کی ہے وہ اپنے جلو میں کافی وسعت وجامعیت رکھے ہوئی ہے:

حضرت خطیب بغدادی اور ابنِ جماعه نے امام احمد بن حنبل رضی الله عنه سے صحابی کی

تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے:

كُلُّ مَنْ صَحِبَهُ سَنَةً أَوْ شَهْرًا أَوْيَومًا أَوْ سَاعَةً أَوْ رَآهُ، فَهُوَمِنْ أَصْحَابِهِ، لَهُ مِنَ الصُّحْبَةُ عَلَى قَدْرِ مَا صَحِبَهُ.

ھروہ شخص جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو' ایک سال یا ایک مہینہ یا ایک دن یا ایک گھڑی یا اُس نے (فقط حالتِ ایمان میں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہو وہ صحابی ہے۔ اسے اسی قدر شرفِ صحابیت حاصل ہے جس قدر اس نے صحبت اختیار کی۔

خطیب بغدادی، الکفایة فی علم الروایة، 1: 51، مدینہ منورہ، سعودی عرب: المکتبة العلمیة

ابن جماعة، المنھل الروی، 1: 111، دمشق شام: دار الفکر)

امام بخاری رحمہ اللہ صحابی کی تعریف یوں بیان کرتے ھیں:

وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَمِنْ أَصْحَابِهِ.

مسلمانوں میں سے جس نے بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو یا فقط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہو، وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہے۔

بخاری، الصحیح، کتاب المناقب، باب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، 3: 1335، دار ابن کثیر الیمامة، بیروت)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے صحابی کی درج ذیل تعریف کی ہے جو بہت جامع ومانع اور اھل علم کے ھاں مقبول اور راجح ہے:

وَهُوَمَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مُؤمِناً بِهِ، وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَلَوْتَخَلَّتْ رِدَّةٌ فِي الْأَصَحَّ.

صحابی وہ ہے جس نے حالتِ ایمان میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور وہ اسلام پر ہی فوت ہوا ہو اگرچہ درمیان میں مرتد ہو گیا تھا (مگر وفات سے پہلے مسلمان ہو گیا)۔

ابن حجر مذکورہ تعریف کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِاللِّقَاءِ: مَا هُوَأَعَمُّ: مِنَ الْمُجَالَسَةِ، وَالْمُمَاشَاةِ، وَوَصُولِ أَحَدِهِمَا إِلَى الآخَرِ، وَإِنْ لَمْ يُكَالِمْهُ، وَيَدْخُلُ فِيهِ رُؤْيَةُ أَحَدِهِمَا الآخَرَ، سَوَاءٌ كَانَ ذَلِكَ بِنَفْسِهِ أَو بِغَيْرِهِ.

لقاء سے مراد (ایسی ملاقات) ہے جو باہم بیٹھنے، چلنے پھرنے اور دونوں میں سے ایک کے دوسرے تک پہنچنے اگرچہ اس سے مکالمہ بھی نہ کیا ہو، یہ مجلس اس لحاظ سے عام ہے (جس میں صرف کسی مسلمان کا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچنا ہی کافی ہے) اور لقاء میں ہی ایک دوسرے کو بنفسہ یا بغیرہ دیکھنا داخل ہے۔

عسقلانی، نزھَة النظر بشرح نخبة الفکر: 64، قاھرة، مصر: مکتبة التراث الاسلامی

مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا جس نے حالت ایمان میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور اس کا خاتمہ بالایمان ہوا تو وہ صحابی کہلاتا ہے۔

إمام بدر الدین الزرکشی کا بھی یہی کہنا ہے:

ذهب الأكثرون إلى أن الصحابي من اجتمع ـ مؤمناً ـ بسيدنا محمد ـ صلى الله عليه وسلم ـ وصحبه **ولو ساعة**، روى عنه أو لا، لأن اللغة تقتضي ذلك،

وإن كان العرف يقتضى طول الصحبة وكثرتها وهو ما ذهب إليه جمهور الأصوليين، أما عند أصحاب الحديث فيتوسعون فى تعريفهم لشرف منزلة النبى ـ صلى الله عليه وسلم ـ

البحر المحيط فى أصول الفقه 4/301، 349)

علامہ ابن حزم کہتے ہیں:

فأما الصحابة ـ رضى الله عنهم ـ فهم كل من جالس النبى ـ صلى الله عليه وسلم ـ ولو ساعة، وسمع منه ولو كلمة فما فوقها، أو شاهد منه عليه السلام أمرا يعيه الإحكام فى أصول الأحكام لابن حزم 5/86)

على بن المدينى شيخ البخارى بھی یہی کہتے ہیں:

من صحب النبى صلى الله عليه وسلم أو رآه ولو ساعة من نهار فهو من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ـ ـ فتح البارى (5/7)..

حافظ ابن حجر، سیوطی، نووی، سخاوی، ابن تیمیہ، آمدی ابن حاجب اور جمہور محدثین کا مذھب بھی یہی ہے:

(الإصابة 1/10 ـ 12، ونزهة النظر ص 51، 52

مقدمة النووى على صحيح مسلم . صفحة 39

تدريب الراوى 2/216)

وقال الإمام ابن تيمية فى الصارم المسلول ص 575

"والأصحاب جمع صاحب، والصاحب اسم فاعل من صحبه يصحبه، وذلك يقع على قليل الصحبه وكثيرها

صحابی کی تعریف اصولیین کے نزدیک

حضرات اصولیین نے لفظ کی لغوی حقیقت سے سے زیادہ عرف کو ملحوظ رکھا

اور صحابی کی تعریف میں محض حضور سے ملاقات کو کافی نہ سمجھا

بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بار بار آنے اور احادیث سننے کی شرط لگاتے

ھوئے رویت کو عام اور صحابیت کو خاص قرار دیا

اس لحاظ سے ان کے نزدیک

صحابی وھی ھوگا جو ایمان و بیداری کی حالت میں حضور کو دیکھا ھو، صحبت نبوی سے لمبے

زمانہ تک فیض یاب ھوا ھو، مجلس نبوی کا بار بار حاضر باش ھو، حضور سے احادیث سنا ھو

اگرچہ دوسروں سے روایت نہ کی ھو!

اور پھر ایمان کی حالت میں وفات پائی ھو!

من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقظة مؤمنا به علی سبیل التتبع له، والأخذ عنه، وإن لم

یرو عنه شیأً، ومات علی الإیمان (صحبة رسول اللہ فی الکتاب والسنة ص:62

مقدمة إبن الصلاح، النوع التاسع والثلاثون، ص 146)

یہ علماء اصولیین کا مذھب

ہے، دیکھئے:

الإحکام للآمدی 2/84، 85

وابن عبد الشکور فی فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت فواتح الرحموت 2/158، والزرکشی فی

البحر المحیط 4/302، 305

سعید بن مسیب سے بھی ایك ضعیف اور غیر ثابت روایت میں تقریباً اسی مفہوم کی روایت منقول ہے:

وقال سعيد بن المسيب: الصحابة لا نعدهم إلا من أقام مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سنة أو سنتين وغزا معه غزوة أو غزوتين- الكفاية (68-69) وانظر أيضاً أسد الغابة (1/18).

فقہاء اصولیین کے قول کی بنیاد درج ذیل ہے:

① استعمال وعرف،

کیونکہ عرف عام میں حضور کو صرف ایك نظر دیکھ لینے والے کو صحابی نہیں کہا جاتا ہے بلکہ صحابی ہونے کے لئے صحبت وملازمت طویلہ ضروری ہے

② حضرت انس بن مالك نے حضور کو ایك نظر دیکھنے والوں سے صحابی ہونے کی نفی کی ہے:

أتيتُ أنسَ ابن مالِكٍ فقُلتُ هل بقِيَ من أصحابِ رسولِ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ أحدٌ غيرُكَ قال بقِيَ ناسٌ منَ الأَعرابِ قد رأَوهُ فأمَّا مَنْ صَحِبَه فلا .

الراوي: موسى السيلاني المحدث: العراقي - المصدر: التقييد والإيضاح - الصفحة أو الرقم: 299

خلاصة حكم المحدث: إسناده جيد

التخريج: لم نجده مسنداً، لكن ذكره العراقي في ((التقييد والإيضاح)) (ص299)

و فتح المغيث، صفحه 110)

یعنی حضرت انس سے سوال ہوا کہ کیا (بصرہ)

میں آپ کے علاوہ بھی کوئی صحابی رسول بچا ہے

جواب دیا کہ ہاں البتہ کچھ بدو ہیں جنھوں نے حضور کو دیکھا ہے، صحابہ میں میرے علاوہ اور کوئی موجود نہیں)

③حضرت خالد بن ولید کوحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ مبشرہ صحابی حضرت عبد الرحمن بن عوف کو برا بھلا کہنے سے منع کرتے ہوئے انہیں (عبد الرحمن بن عوف) "اصحابی" کہا

جس سے واضح ہے کہ صحابی کا اطلاق ہر کسی پہ نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کے لئے طویل ہم نشینی و استفادہ ضروری ہے:

روی البخاری (3397) ومسلم (4611)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخدری قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ۔صلَّى الله عليه وسلَّم۔: «لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِي؛ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلاَ نَصِيفَهُ»

محدثین کی تعریف صحابی کی بنیاد

---

①لفظ کی لغوی حقیقت یہی ہے کہ ایک لمحہ دیکھنے اور چند قدم ساتھ چلنے والے پر بھی "صاحب" اور "صحابی" کا اطلاق درست ہے، کما بینا من قبل۔

جب تک کوئی شرعی مانع نہ ہو کسی بھی لفظ کی حقیقت شرعیہ اس کی حقیت لغویہ سے جدا نہیں ہوسکتی

یہاں حقیقت لغویہ کو مهجور کرنے کا کوئی صارف نہیں

اگر اس بابت محض عرف کی وجہ سے هی اصطلاحات قائم کرلیے

جائیں توپھر توصحابی کی کوئی ایك تعریف قائم ودائم نہیں رہ سکتی، کیونکہ عرف تو همیشه

بدلتا رهتا ہے!

②حافظ ابن حجر عسقلانی نے صحیح سند سے یہ روایت نقل کی ہے:

(عن نبیح العنزی، عن أبی سعید الخدری قال: کنا عندہ وهو متکئ فذکرنا علیاً ومعاویة، فتناول رجل معاویة فاستوی أبو سعید الخدری جالساً ثم قال: کنا ننزل رفاقاً مع رسول الله ـ صلی الله علیه وسلم ـ فکنا فی رفقة أبوبکر، فنزلنا علی أهل أبیات وفیهم امرأة حبلی، ومعنا رجل من أهل البادیة، فقال: للمرأة الحامل: أیسرك أن تلدی غلاماً ، قالت: نعم، قال: إن أعطیتنی شاة ولدت غلاماً، فأعطته فسجع لها أسجاعاً، ثم عمد إلی الشاة فذبحها و طبخها وجلسنا نأکل منها، ومعنا أبوبکر، فلما علم بالقصة قام فتقیأ کل شیء أکل، قال: ثم رأیت ذلك البدوی أتی به عمر بن الخطاب وقد هجا الأنصار، فقال: لهم عمر: لولا أنه له صحبه من رسول الله ـ صلی الله علیه وسلم ـ ما أدری مانال فیها لکفیتکموہ، ولکن له صحبه من رسول الله ـ صلی الله علیه وسلم ـ).

إصابة ابن حجر ج ۱ ص ۱۶۴)

اس میں قابل غور یہ ہے کہ حضرت عمر رضی الله عنه ایك بدوی صحابی کو محض حضور سے

شرف زیارت کی وجہ سے برا بھلا کہنے سے

رك گئے، اور انھوں نے رویت محضہ پہ صحابی ہونے کا اطلاق فرمایا۔ حالانکہ اس بدوی صحابی

کوحضور کی صحبت طویلہ نصیب نہ ہوئی تھی!

③ ایمان کی حالت میں صرف ایک نظر دیدا ر نبوی کرنے والوں کے لئے بشا رت سنا ئی گئی ہے:

طُوبى لمنْ رآنِي و آمنَ بِي، و طُوبى لمنْ رأى منْ رآنِي، ولمنْ رأَى منْ رآني و آمنَ بِي.

الراوی: عبدالله بن بسر المازنی المحدث: السیوطی ۔ المصدر: الجامع الصغير ۔ الصفحة أو

الرقم: 5286

خلاصة حكم المحدث: صحيح

④صحیحین کی روایت میں

صرف رویت پر اصحاب رسول ہونے کا اطلاق کیا گیا ہے

"روى الشيخان واللفظ لمسلم عن أبي سعيد رضی الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «يأتي على الناس زمان يغزو فئام (جماعة) من الناس. فيقال لهم: فيكم من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم ﷺ فيقولون: نعم! فيفتح لهم. ثم يغزو فئام من الناس، فيقال لهم: فيكم من رأى من صحب رسول الله صلى الله عليه وسلم ﷺ فيقولون: نعم! فيفتح لهم. ثم يغزو فئام من الناس، فيقال لهم: هل فيكم من رأى من صحب من صحب رسول الله صلى الله عليه وسلم ﷺ فيقولون: نعم! فيفتح لهم».

روى البخاري برقم 2897 كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أصحاب النبي.

و مسلم 2532

كتاب فضائل الصحابة / باب فضل الصحابة

اس میں مسلم شریف کی روایت میں تصریح ہے کہ صرف نبویہ کی وجہ سے لوگ مجاھدین اسلام کے لئے اپنے شھروں کے دروازے کھول دیں گے، بخاری کی روایت میں اسی رویت پہ صحابی کا اطلاق ھوا ہے۔

حضرت انس بن مالك كے قول كی حقيقت

حضرت انس بن مالك نے جو ايك سوال ميں بصرہ ميں اپنے علاوہ ديگر اصحاب رسول كے بقاء كی نفی كی تھی تو ان كی نفی عام نھيں بلكه خاص تھی

مطلب يه تھا كه ميرے علاوہ اس وقت شھر بصرہ ميں خصوصی صحبت يافته صحابی موجود نھيں ، مطلق صحابی كی نفی ان كی مراد بالكل نھيں ہے !

كيونكه ان كے چه سال بعد تك صحابی رسول حضرت محمود بن الربيع زندہ رہے

اور وہ بچپن ھی سے صحبت رسول سے فيض ياب ھو چكے تھے

بخاری شريف ميں ان كے بچپنا كی عمر ھی كا ايك واقعه يوں مذكور ھوا ہے :

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا فِي وَجْهِهِ مِنْ بِئْرٍ كَانَتْ فِي دَارِهِمْ فَزَعَمَ مَحْمُودٌ أَنَّهُ سَمِعَ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُنْتُ أُصَلِّي لِقَوْمِي بِبَنِي سَالِمٍ وَكَانَ يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَادٍ إِذَا جَاءَتْ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَإِنَّ الْوَادِيَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمِي يَسِيلُ إِذَا جَاءَتْ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ فَوَدِدْتُ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّي مِنْ بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَفْعَلُ فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ فِيهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَائَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ فَحَبَسْتُهُ عَلَى خَزِيرٍ يُصْنَعُ لَهُ فَسَمِعَ أَهْلُ الدَّارِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَثَابَ رِجَالٌ مِنْهُمْ حَتَّى كَثُرَ الرِّجَالُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مَا فَعَلَ مَالِكٌ لَا أَرَاهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ ذَاكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ ذَاكَ أَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ فَقَالَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ أَمَّا نَحْنُ فَوَاللهِ لَا نَرَى وُدَّهُ وَلَا حَدِيثَهُ إِلَّا إِلَى الْمُنَافِقِينَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ قَالَ مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ فَحَدَّثْتُهَا قَوْمًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَتِهِ الَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا وَيَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَلَيْهِمْ بِأَرْضِ الرُّومِ فَأَنْكَرَهَا عَلَيَّ أَبُو أَيُّوبَ قَالَ وَاللهِ مَا أَظُنُّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا قُلْتَ قَطُّ فَكَبُرَ ذَلِكَ عَلَيَّ فَجَعَلْتُ لِلهِ عَلَيَّ إِنْ سَلَّمَنِي حَتَّى أَقْفُلَ مِنْ غَزْوَتِي أَنْ أَسْأَلَ عَنْهَا عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنْ وَجَدْتُهُ حَيًّا فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ فَقَفَلْتُ فَأَهْلَلْتُ بِحَجَّةٍ أَوْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ سِرْتُ حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَيْتُ بَنِي سَالِمٍ فَإِذَا عِتْبَانُ شَيْخٌ أَعْمَى يُصَلِّي لِقَوْمِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ مِنْ الصَّلَاةِ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَأَخْبَرْتُهُ مَنْ أَنَا ثُمَّ سَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِيهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ

صحیح البخاری کتاب التہجد، برقم 1113

ترجمہ:

اسحاق، یعقوب بن ابراہیم، ابراہیم، ابن شہاب، محمود رضی اللہ عنہ بن ربیع انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد ہیں اور وہ کلی بھی یاد ہے جو میرے چہرے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے گھر کو کنوئیں سے لے کر کی تھی، انہوں نے کہا کہ میں نے عتبان بن مالک انصاری کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے تھے کہتے ہوئے سنا کہ میں

اپنی قوم بنی سالم کو نماز پڑھاتا تھا اور میرے درمیان اور ان کے درمیان ایک وادی حائل تھی
اور جب بارش ہوتی تو میرے لئے ان کی مسجد کی طرف راستہ طے کر کے جانا دشوار ہوتا، میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری نگاہ کمزور ہے اور وادی جو ہمارے اور
ہماری قوم کے درمیان حائل ہے جب بارش ہوتی ہے تو مجھ پر دشوار ہوتا ہے کہ راستہ طے
کر کے وہاں پہنچوں، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئیں اور میرے مکان میں ایک
جگہ پر نماز پڑھ لیں کہ میں اس کو نماز کی جگہ بنالوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ایسا
کروں گا، چنانچہ صبح کے وقت میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور **ابوبکر** رضی اللہ عنہ پہنچے جب کہ
دھوپ تیز ہو چکی تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت چاہی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت
دے دی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی بیٹھے بھی نہ تھے کہ فرمایا تم اپنے گھر میں کون سی جگہ پسند
کرتے ہو جہاں میں نماز پڑھوں (امجد علوی) میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جس میں نماز پڑھنا
پسند کرتا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پیچھے صف قائم کی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا اور ہم نے بھی سلام
پھیرا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیر چکے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خزیرۃ (ایک قسم کا کھانا) پر
روکا، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تیار کر لیا گیا تھا۔ جب دوسرے گھر والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی آواز میرے گھر میں سنی تو دوڑ پڑے یہاں تک کہ گھر میں لوگ بہت زیادہ ہو گئے تو ان میں
سے ایک شخص نے کہا کہ مالک نے کیا کیا، میں اسے نہیں دیکھتا ہوں تو ان میں سے ایک
شخص نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ کے رسول سے اسے محبت نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ایسا نہ کہو، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے اس سے اللہ کی رضا چاہتا
ہے تو اس نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں لیکن ہم تو واللہ اس کی محبت اور اس کی

گفتگو منافقین ہی سے دیکھتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے جہنم پر اس شخص کو حرام کر دیا ہے جو لا الہ الا اللہ کہے اور اس سے رضائے الٰہی چاہتا ہو۔ محمود نے بیان کیا کہ میں نے اس کو ایک جماعت سے بیان کیا جس میں رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابوایوب رضی اللہ عنہ بھی تھے اور اس جنگ میں بیان کیا جس میں انہوں نے وفات پائی اور اس وقت روم میں یزید بن معاویہ حاکم تھا، ابوایوب نے ہماری اس حدیث کا انکار کیا اور کہا واللہ جو تو نے کہا میرا خیال ہے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کہا، یہ مجھے برا معلوم ہوا اور میں نے اللہ کیلئے نذر مانی کہا اگر وہ مجھے صحیح و سالم رکھے یہاں تک کہ میں اس غزوہ سے واپس ہو جاؤں تو میں اس حدیث کے متعلق عتبان رضی اللہ عنہ بن مالک سے پوچھوں گا، اگر میں نے انہیں ان کی قوم کی مسجد میں زندہ پایا، چنانچہ میں غزوہ سے لوٹا میں نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا پھر میں چلا یہاں تک کہ مدینہ پہنچا، میں بنی سالم کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ عتبان بڈھے اور نابینا ہو گئے ہیں اپنی قوم کو نماز پڑھاتے ہیں، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کو سلام کیا اور بتایا کہ میں کون ہوں، پھر میں نے ان سے حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا جس طرح پہلی بار بیان کیا گیا تھا۔۔۔

امام ابن کثیر الباعث الحثیث صفحہ 153 پہ رقمطراز ہیں

وهذا إنما نفى فيه الصحبة الخاصة، ولا ينفي ما اصطلح عليه الجمهور من أن مجرد الرؤية كافٍ في إطلاق الصحبة لشرف رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ، وجلالة قدره وقدر من رآه من المسلمين، ولهذا جاء في بعض ألفاظ الحديث الصحيح: ((تغزون فيقال: هل فيكم من رأى رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ فيقولون: نعم، فيفتح لكم)) حتى ذكر من رأى من رأى رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ الحديث بتمامه، / (شرح اختصار علوم الحديث)

اسی طرح حضرت خالد بن ولید کو سبّ اصحاب سے منع کرنے والی حدیث میں اس ممانعت کے

مخاطب حضرت خالد نہیں، بلکہ لاؤلی التعیین غیر صحابی مراد ھیں

مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی غیر صحابی میرے اصحاب کے بارے میں زبان طعن دراز نہ کریں

فالمعنی لایسب غیرأصحابی، أصحابی، ولایسب بعضهم بعضا (فتح المغیث 3/101)

قابل غور پہلو

اوپر کی سطروں میں صحابی کی تعریف سے متعلق محدثین و فقہاء اصولیین

دونوں کے نقطہائے نظر اور بنیادی مستدلات تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے آگئے

اہل علم و اصحاب نظر سے

فریقین کے دلائل کے ضعف و قوت یقینا مخفی نہ ہوگی

اور نہ یہ بتانے کی چنداں ضرورت ہے کہ محدثین کی تعریف راست صحیح احادیث سے ثابت

ہوتی ہے جبکہ فریق ثانی کے دلائل میں یہ بات نہیں ہے

قابل غور پہلو یہاں یہ ہے کہ صحابی کی تعریف میں صحبت طویلہ کی شرط اگر لگادی جائے تو

اس کا سب سے بُرا اثر یہ پڑے گا کہ

ان گنت ایسے صحابہ، صحابی ہونے سے خارج ہوجائیں گے

جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے آخر میں دربار رسالت میں حاضر ہوئے

رویت بھی ہوئی، صحبت سے بھی مشرف ہوئے تحمل حدیث بھی ہوا لیکن چند روز ھی خدمت

نبوی میں حاضر رہ سکے، جیسے وائل بن حجر (اسد الغابہ جلد 5 صفحہ 436 . 435، تقریب

التہذیب، جلد 2 صفحہ 329)

مالك بن حويرث (تقريب التهذيب 2/224، اسد الغابه 5/21)،

عثمان بن ابي العاص (تقريب التهذيب 2/10، اسد الغابه 3/579) وغيره وغيره

قوت دلائل اور متعدد اجلاء صحابه كوصحابيت كى فهرست سے خروج سے بچانے كے لئے جمهور سلف وخلف كا مختار، معتبر، متفق عليه اور اجماعى قول يهى ہے كه جوشخص بهى ايمان كى حالت ميں لمحه بهركے لئے ديدار نبى سے بهره ور هوجائے اور بحالت ايمان وفات پائے تووه صحابى رسول ہے

علامه عراقى محدثين كے قول كے علاوه سارے اقوال كا ابطال كرتے هوئے لكهتے هيں:

وبالجملة، فما قاله المازرى منتقد، بل كل ما عدا المذهب الأول القائل بالتعميم باطل، والأول هو الصحيح، بل الصواب المعتبر، وعليه الجمهور كما قال الآمدى وابن الحاجب ; يعنى من السلف والخلف. زاد الآمدى: وهو المختار. وحكى ابن عبد البرفى (الاستيعاب) إجماع أهل الحق من المسلمين، وهم أهل السنة والجماعة، عليه، سواء من لم يلابس الفتن منهم أو لابسها ; إحسانا للظن بهم، وحملا لهم فى ذلك على الاجتهاد، فتلك أمور مبناها عليه، وكل [ص:101] مجتهد مصيب، أو المصيب واحد، والمخطئ معذور، بل مأجور.

(فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقى

الجزء الرابع ص ٢)

سعید بن مسیب کے مذھب کی تحقیق

سعید بن مسیب رحمه اللہ سے اس بابت جو دو سال کی صحبت یا دو غزوے میں شرکت کے لزوم کی بات اوپر نقل کی گئی ہے اولا یہ بات ان کی اپنی نہیں ہے بلکہ انھوں نے یہ بات اصولیین کی طرف سے نقل کی ہے

راست ان سے اس طرح کی بات صحیح سندوں سے ثابت نہیں ہے،

عراقی لکھتے ھیں:

ولا یصح ھذا عن ابن المسیب؛ ففی الإسناد إلیه محمد بن عمر الواقدی شیخ ابن سعد .وھو ضعیف فی الحدیث .

(فتح المغیث للعراقی 30/4

تدریب الراوی صفحہ 671)

عدم صحت کی وجہ یہ ہے کہ اس کی سند میں ایك راوی محمد بن عمر واقدی ھیں ،جو محدثین کے نزدیك ضعیف اور متروك ھیں ،

ذرا دیکھئے ! محدثین کرام ان کے بارے میں کیا رائے رکھتے ھیں:

قال البخاری فی التاریخ الکبیر ج1ص178

محمد بن عمر الواقدی مدنی قاضی بغداد عن معمر ومالك، سکتوا عنه، ترکه احمد وابن نمیر، مات سنة سبع ومائتین أو بعدھا بقلیل.

وقال ایضاً فی کتابة الضعفاء الصغیر ص 109

محمد بن عمر الواقدی قاضی بغداد عن مالك ومعمر متروك الحديث مات سنة تسع ومائتين

أو بعدها بقليل

قال ابن أبی حاتم (المتوفی: 327ھ) فی الجرح والتعديل جـ 8 ص 20

ـ محمد بن عمر بن محمد الواقدی الاسلمی أبو عبد الله القاضی مولی لبنی سهم ولی القضاء ببغداد ومات بها روی عن معمر وابن أبی ذئب ومالك والاوزاعی والثوری روی عنه أبو بكر بن أبی شيبة ويحيی بن أبی الخصيب سمعت أبی يقول ذلك.

قال أبو محمد روی عنه حامد بن يحيی البلخی.

نا عبد الرحمن حدثنی أبی نا معاوية بن صالح بن أبی عبيد الله الأشعری الدمشقی قال سمعت سنيد بن داود يقول كنا عند هشيم فدخل الواقدی فسأله هشيم عن باب ما يحفظ فيه فقال له الواقدی ما عندك يا أبا معاوية فذكر خمسة أو ستة أحاديث فی الباب ثم قال للواقدی ما عندك فحدثه ثلاثين حديثا عن النبی صلی الله عليه وسلم وأصحابه والتابعين، ثم قال سألت مالكا وسألت ابن أبی ذئب وسألت فرأيت وجه هشيم يتغير وقام الواقدی فخرج فقال هشيم لئن كان كذابا فما فی الدنيا مثله، وان كان صادقا فما فی الدنيا مثله.

نا عبد الرحمن نا يونس بن عبد الاعلی قال قال لی الشافعی: كتب الواقدی كذب.

حدثنا عبد الرحمن نا احمد بن سلمة النيسابوری نا إسحاق بن منصور قال قال احمد بن حنبل: كان الواقدی يقلب الاحاديث يلقی حديث ابن اخی الزهری علی معمر ونحو هذا، قال اسحاق ابن راهويه كما وصف وأشد لانه عندی ممن يضع الحديث.

حدثنا عبد الرحمن انا أبو بكر بن ابی خيثمة فيما كتب إلی قال سمعت يحيی بن معين يقول:

لا يكتب حديث الواقدى ليس بشئ نا عبد الرحمن قال سألت ابى عن محمد بن عمر الواقدى المدينى فقال: متروك

الحديث قال يحيى بن معين: نظرنا فى (15 م 5) حديث الواقدى فوجدنا حديثه عن المدنيين عن شيوخ مجهولين احاديث مناكير فقلنا يحتمل ان تكون تلك الاحاديث المناكير منه ويحتمل ان تكون منهم، ثم نظرنا إلى حديثه عن ابن ابى ذئب و معمر فانه يضبط حديثهم فوجدناه قد حدث عنهما بالمناكير فعلمنا انه منه فتركنا حديثه.

نا عبد الرحمن قال سألت ابا زرعة عن محمد بن عمر الواقدى فقال: ضعيف.

قلت يكتب حديثه رحمه الله قال: مايعجبنى الاعلى الاعتبار، ترك الناس حديثه.

قال فيه النسائى (المتوفى: 303هـ) فى كتابه الضعفاء والمتروكين ص 233

محمد بن عمر الواقدى متروك الحديث

قال أبو نعيم فى الضعفاء ص 146 محمد بن عمر الواقدى قاضى بغداد عن مالك و معمر متروك الحديث قاله البخارى

قال الشافعى فيما أسنده البيهقى كتب الواقدى كلها كذب، وحكى أبو العرب عن الشافعى قال كان بالمدينة سبع رجال يضعون الاسانيد أحدهم الواقدى

وقال عبد الرحمن: حدثنا يونس بن عبد الأعلى قال: قال لى الشافعى: كتب الواقدى كذب.

(الجرح والتعديل: 8 / الترجمة 92).

وقال النسائى فى الضعفاء الكذابون المعروفون بالكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم أربعة الواقدى بالمدينة ومقاتل بخراسان ومحمد ابن سعيد المصلوب بالشام وذكر الرابع

وقال ابن عدى أحاديثه غير محفوظة والبلاء منه.

وقال ابن المدينی عنده عشرون ألف حديث يعنی ما لها أصل وقال فی موضع آخر ليس هو بموضع للرواية وابراهيم بن أبي يحيى كذاب وهو عندی احسن حالا من الواقدی.

وقال أبو داود لا أكتب حديثه ولا أحدث عنه ما أشك أنه كان يفتعل الحديث ليس ننظر للواقدی فی كتاب الاتبيين أمره وروی فی فتح اليمن وخبر العنسی أحاديث عن الزهری ليست من حديث الزهری وقال بندار ما رأيت اكذب منه.

وقال إسحاق بن راهويه هو عندی ممن يضع

وقال أبو زرعة الرازيوأبو بشر الدولابي والعقيلی متروك الحديث

وقال أبوحاتم الرازی وجدنا حديثه عن المدنيين عن شيوخ مجهولين مناكير قلنا يحتمل أن تكون تلك الاحاديث منه ويحتمل أن تكون منهم ثم نظرنا إلی حديثه من ابن أبی ذئب ومعمر فإنه يضبط حديثهم فوجدناه قد حدث عنهما بالمناكير فعلمنا أنه منه فتركنا حديثه وحكی ابن الجوزی عن أبي حاتم انه قال كان يضع.

وقال النووی فی [شرح المهذب فی كتاب الغسل] منه الواقدی ضعيف باتفاقهم (9/366-368).

وقال الذهبی فی [الميزان] استقر الإجماع علی وهن الواقدی وتعقبه بعض مشائخنا بما لا يلاق كلامه

وقال الدارقطنی الضعف يتبين علی حديثه (السنن: 2/164، 192، 212).

وذكره فی الضعفاء والمتروكين، وقال: مختلف فيه، فيه ضعف بين فی حديثه (الترجمة 477). وقال الجوزجانی لم يكن مقنعا. (أحوال الرجال، الترجمة 228).

وقال البرذعی: وسئل (یعنی أبازرعة) عن الواقدی، فقال: ترك الناس حدیثه.

(أبوزرعة الرازی: 511).

وذکره أبوزرعة فی کتاب (أسامی الضعفاء ، (أبوزرعة الرازی: 656).

وذکره ابن حبان فی (المجروحین ، وقال: کان یروی عن الثقات المقلوبات، وعن الاثبات المعضلات حتی ربما سبق إلی القلب أنه کان المتعمد لذلك، کان أحمد بن حنبل یکذبه.

(2/290).

وذکره ابن عدی فی (الکامل ، وساق له عدة أحادیث وقال: وهذه الاحادیث التی أملیتها للواقدی، والتی لم أذکرها، کلها غیر محفوظة ومن یروی عنه الواقدی من الثقات فتلك الاحادیث غیر محفوظة عنهم إلا من روایة الواقدی والبلاء منه، ومتون أخبار الواقدی غیر محفوظة، وهو بین الضعف. (الکامل: 3/ الورقة 85).

وقال البزار: تکلم الناس فیه، وفی حدیثه نکرة. (کشف الاستار ـ 356، 1026).

ونقل الخطیب فی سورة تاریخه سورة بإسناده عن عباس بن عبد العظیم العنبری أنه قال:

الواقدی أحب إلی من عبد الرزاق (3/11).

ونقل عن الآجری قال: سئل أبوداود سلیمان بن الاشعث عن الواقدی، فقال: لا أکتب حدیثه (3/15)، وقال الذهبی: مجمع علی ترکه. (المغنی: 2/ الترجمة 5861).

وقال ابن حجر في "التهذيب - قال النسائي في - الضعفاء والكذابين -: المعروفون بالكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم أربعة: الواقدي بالمدينة، ومقاتل بخراسان، ومحمد بن سعيد المصلوب بالشام، وذكر الرابع.

وقال أبو داود: لا أكتب حديثه، ولا أحدث عنه ما أشك أنه كان يفتعل الحديث ليس ننظر للواقدي في كتاب إلا تبين أمره، وقال بندار: ما رأيت أكذب منه.

وحكى ابن الجوزي عن أبي حاتم أنه قال: كان يضع.

وقال ابن حجر في "التقريب": متروك.

ائمہ جرح و تعدیل کے اتنے سخت تبصرے کے بعد واقدی کی سند سے آنے والی روایت میں کیا وزن بچ جائے گا (رحمہ اللہ)

فضائل میں صحابہ کے مراتب

صحابہ کی تعریف ، تنقیح ، توضیح و ترجیح کے بعد

یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ مناقب و فضائل کے لحاظ سے سارے صحابہ یکساں نہیں تھے بلکہ جیسے صحابہ کے مابین روایتوں کی قلت و کثرت کے لحاظ سے طبقات و مراتب قائم کئے گئے ہیں اسی طرح فضائل کے لحاظ سے بھی ان کے مابین مراتب ہیں

فضیلت کا سب سے پہلا درجہ خلفاء راشدین کا ہے۔

یعنی اہل سنت و الجماعت کے نزدیک صحابہ میں سب سے افضل درجہ حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا بالترتیب ہے،

ان کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا،

ان کے بعد مہاجرین اولین کا،

پھر بیعت عقبہ والے کا،

پھر شرکاء بدر کا،

پھر درجہ بدرجہ اہل مشاہد کا۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللهُ الْحُسْنَى وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

57/10

تم میں جو لوگ فتح (مکہ) سے قبل ھی خرچ کر چکے اور لڑ چکے (وہ ان کے برابر نہیں جو بعد فتح لڑے اور خرچ کیا) وہ لوگ درجہ میں بڑھے ہوئے ھیں ان لوگوں سے جنھوں نے بعد کو خرچ کیا اور لڑے، اور اللہ نے بھلائی کا وعدہ تو سب ھی سے کر رکھا ہے، اور اللہ کو تمھارے اعمال کی پوری خبر ہے

صحابہ کی ثقاہت وعدالت

اصحاب رسول اس برگزیدہ، پاکباز، پاك طینت، وفا شعار وجان نثار مقدس گروہ کو کھتے ھیں جن کے قلوب پر آفتاب نبوت کی کرنیں پڑیں

اور لمحہ بھر میں نور نبوت سے جن کے قلوب مجلی ومصفی ھو گئے،

نگاہ نبوت کے سامنے ان کی تربیت ھوئی، انھوں نے قرآن اترتے ہوئے دیکھا

ثقاہت ،عدالت اور تقدس سے لبریزیھی وہ جماعت ہے جن کے ذریعہ ھم تک قرآن وسنت اور

نبی کی سیرت طیبہ پھونچی ،انھی کے ذریعہ اسلام کا تعارف ھوا،انھی کے سینوں میں کتاب

الھی محفوظ ھو کر ھم تك پھونچا ،

اگرتنقید وتنقیص کے ذریعہ انھیں غیرمعتبرقرار دیدیا گیاتوپھرتو اسلام کی عمارت ھی

منہدم ھوجائےگی ،

نہ قرآن معتبربچے گانہ سنت طیبہ پہ اعتبار ووثوق باقی رہے

گا !

اللہ نے ان کے ایمان کی پختگی ،اعمال کے صلاح ،

اتباع سنت ، تقوی وطھارت کی سند دی ہے

پھرنبی کریم کی زبانی انھیں چراغ راہ اور نجوم ھدایت قرار دے کر ان کی تعریف وتوصیف کی گئی

ہے

اسی لئے امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ صحابہ خواہ چھوٹے ھوں یا بڑے ! سب کے سب ثقہ ،عادل ،

قابل اعتبار و استناد ھیں ، ان کی ثقاھت و عدالت پہ نصوص قطعیہ موجود ھیں ، بلا چوں وچرا

ان کی ثقاھت کو ماننا ضروری ہے

کوئی ایك صحابی بھی فسق سے متصف نھیں ھوسکتا ،

روایت حدیث ھی کی طرح عام معاملات زندگی میں بھی ان کی عدالت کی تفتیش جائزنھیں

صحابہ کا ادب و تقوی

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ

ترجمہ:

بیشك وہ لوگ جوپست رکھتے ہیں اپنی آوازوں کواللہ کے رسول کے پاس، یہ وهی لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں کو خالص بنا لیا ہے تقویٰ کے لیے، ان کے لیے بخشش اور اجرعظیم ہے

صحابہ کفر و فسق سے محفوظ تھے

وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ

ترجمہ:

اور جان لو! کہ بیشك تمھارے درمیان اللہ کا رسول ہے، اگروہ مانے گا تمھاری بات بہت سے معاملات میں توتم مشقت میں پڑجاؤ گے، لیکن اللہ نے محبت ڈال دی ہے تمھارے اندر ایمان کی، اور مزین کیا ہے اس کوتمھارے دلوں میں، اور نفرت ڈال دی ہے تمھارے اندر کفر، نافرمانی اور گناہ کی، یہی لوگ ہیں ھدایت پانے والے

صحابہ عبادت کے خوگراور رحمدل تھے

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا

ترجمہ:

محمد اللہ کے رسول ھیں، اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ھیں، وہ شدید ھیں کفر کرنے والوں پر، اور رحمدل ھیں اپنے درمیان، تم دیکھوگے ان کو رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، تلاش کرتے ھیں فضل اللہ کا اور اس کی خوشنودی، ان کی نشانی ان کے چھروں میں سے سجدے کے اثر سے، یہ مثال ہے ان کی تورات میں، اور یھی مثال ہے ان کی انجیل میں۔ جیسا کہ کھیتی اپنا پھٹہ نکالتی ہے، پھر اس کو مضبوط کرتی ہے، پھر وہ موٹا ھوجاتا ہے، پھر کھڑا ھوجاتا ہے اپنی نال پر۔ تعجب دلاتا ہے کھیتی کرنے والے کو تا کہ غصے میں ڈالے ان کی وجہ سے کفر کرنے والوں کو، وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور جنھوں نے اچھے عمل کیے ان میں سے بخشش کا اور اجر عظیم کا

سارے صحابہ عادل ہیں

{وإن يريدوا أن يخدعوك فإن حسبك الله هو الذى أيدك بنصره وبالمؤمنين وألف بين قلوبهم لو أنفقت ما فى الأرض جميعاً ما ألفت بين قلوبهم ولكن الله ألّف بينهم إنه عزيز حكيم} (الأنفال: 62–63).

وقوله تعالى {كنتم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله} (آل عمران: 110). وقوله تعالى {وكذلك جعلناكم أمة وسطاً لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيداً} (البقرة: 143).

{لقد تاب الله على النبى والمهاجرين والأنصار الذين اتبعوه فى ساعة العسرة من بعد ما كاد يزيغ قلوب فريق منهم ثم تاب عليهم إنه بهم رؤوف رحيم}

{لقد رضى الله عن المؤمنين إذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما فى قلوبهم فأنزل السكينة عليهم وأثابهم فتحاً قريباً ومغانم كثيرة يأخذونها وكان الله عزيزاً حكيما} (الفتح: 18–19). وهذه تزكية عظيمة لأهل بيعة الرضوان. وقال تعالى {والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه وأعد لهم جنات تجرى تحتها الأنهار خالدين فيها أبداً ذلك الفوز العظيم} (التوبة: 100)

{للفقراء المهاجرين الذين أخرجوا من ديارهم وأموالهم يبتغون فضلاً من الله ورضواناً وينصرون الله ورسوله أولئك هم الصادقون والذين تبوؤا الدار والإيمان من قبلهم يحبون من هاجر إليهم ولا يجدون فى صدورهم حاجة مما أوتوا ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فأولئك هم المفلحون} (الحشر: 8–9).

{والذين جاؤوا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذين آمنوا ربنا إنك رؤوف رحيم} (الحشر: 10).

{لا يستوی منكم من أنفق من قبل الفتح وقاتل أولئك أعظم درجة من الذين أنفقوا من بعد وقاتلوا وكلّا وعد الله الحسنى والله بما تعملون خبير} (الحديد: 10).

قرآن کے ان نصوص کی وجہ سے معتزلہ، شیعہ امامیہ اور شافعیہ میں ابو الحسین ابن القطان کے سوا تمام ھی محدثین اور علمائے سلف وخلف کا اتفاق ہے کہ صحابہ کا ھر فرد عادل وثقہ ہے

ان پہ طعنہ زنی جائز نہیں ہے
ان کی کسی خبر و شہادت پہ کوئی گرفت نہیں کی جاسکتی
انسان وہ بھی تھے

بتقاضائے بشریت ان سے بھی لغزشیں اور غلطیاں سرزد ہوئیں
معاف کرنے والی ذات اللہ کی ہے اللہ نے انھیں نہ صرف معاف کیا بلکہ اپنی معافی کو قرآن میں ذکر فرما کر ہمیشہ ہمیش کے لئے ان نفوس قدسیہ کی اجتہادی واضطراری کوتاھیوں اور لغزشوں پہ تنقید وتنقیص اور جرح وتعدیل کا دروازہ بند کردیا

عدالت صحابہ کا مفہوم

علامہ آلوسی کے بقول

جمہور علماء کا خیال کہ صحابہ کرام انبیا کی طرح معصوم نہیں، ان سے گناہ کبیرہ بھی سرزد ہوسکتا ہے جو فسق ہے اور اس گناہ کے وقت ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جس کے وہ مستحق ہیں یعنی شرعی سزا جاری کی جائے گی اور اگر کذب ثابت ہوا تو ان کی خبرو شہادت رد کر دی جائے گی لیکن عقیدہ اہل سنت و الجماعت کا نصوص قرآن و سنت کی بنا پریہ ہے کہ صحابی سے گناہ تو ہوسکتا ہے مگر کوئی صحابی ایسا نہیں جو گناہ سے توبہ کر کے پاک نہ ہو گیا ہو۔ قرآن کریم نے علی الاطلاق ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا فیصلہ صادر فرما دیا ہے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ الآیتہ، اور رضائے الٰہی گناہ ہونے کی معافی کے بغیر نہیں ہوتی، جیسا کہ قاضی ابویعلی نے فرمایا کہ رضا اللہ تعالیٰ کی ایك صفت قدیمہ ہے وہ اپنی رضا کا اعلان صرف انھی کے لئے فرماتے ہیں جن کے متعلق وہ جانتے ہیں کہ ان کی وفات موجبات رضا پرھوگی (کذا فی الصارم المسلول لابن تیمیہ)

اگر صحابہ کرام کی عظیم الشان جماعت میں سے گنے چنے چند آدمیوں سے کبھی کوئی گناہ سرزد بھی ہوا ہے تو ان کو فوراً توبہ نصیب ہوئی ہے۔ حق تعالیٰ نے ان کو رسول کریم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی صحبت کی برکت سے ایسا بنا دیا تھا کہ شریعت ان کی طبیعت بن گئی تھی۔ خلاف شرع کوئی کام یا گناہ سرزد ہونا انتہائی شاذو نادر تھا ان کے اعمال صالحہ، نبی کریم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اور اسلام پر اپنی جانیں قربان کرنا اور ہر کام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے اتباع کو وظیفہ زندگی بنانا اور اس کے لئے ایسے

مجاھدات کرنا جن کی نظیر پچھلی امتوں میں نہیں ملتی۔ ان بے شمار اعمال صالحہ اور فضائل و کمالات کے مقابلے میں عمر بھر میں کسی گناہ کا سرزد ھوجانا اس کو خود ھی کالعدم کر دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت و عظمت اور ادنیٰ سے گناہ کے وقت ان کا خوف خشیت اور فوراً توبہ کرنا بلکہ اپنے آپ کو سزا کے لئے خود پیش کر دینا ، کھیں اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندہ دینا وغیرہ روایات حدیث میں معروف مشھور ھیں اور بحکم حدیث گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ھوجاتا ہے کہ جیسے گناہ کیا ھی نہیں۔

ابن تیمیہ لکھتے ھیں:

``الصحابة يقع من أحدهم هنات، ولهم ذنوب، وليسوا معصومين، لكنهم لا يتعمدون الكذب، ولم يتعمد أحد الكذب على النبي ـ صلى الله عليه وسلم ـ إلا هتك الله ستره ا.هـ، والدليل على ذلك: ما جاء في (صحيح البخاري) (6780) في قصة الرجل الذي جيء به عدة مرات وهو يشرب الخمر ويجلد، فلما لعنه أحد الصحابة نهاه النبي صلى الله عليه وسلم، **وقال: لا تلعنوه، فوالله ما علمت إنه يحب الله ورسوله.**

وقصة حاطب بن أبي بلتعة وهي مخرجة في الصحيحين [البخاري (4890) ومسلم (2494)] معروفة، فإنه اتهم بالتجسس على المسلمين، ومع ذلك نفى عنه النبي صلى الله عليه وسلم الكفر، **وقال وما يدريك لعل الله اطلع على أهل بدر، فقال: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم.**

(منهاج السنة) (306/1ـ307)

علامه محمود الألوسی رحمه الله لکھتے ھیں:

لیس مرادنا من کون الصحابة رضی الله عنهم جمیعهم عدولاً: أنهم لم یصدر عن واحد منهم مفسَّق أصلاً، ولا ارتکب ذنباً قط، فإن دون إثبات ذلك خرط القتاد، فقد کانت تصدر منهم الهفوات ....إلی أن قال: ثم إن مما تجدر الإشارة إلیه، وأن یکون الإنسان علی علم منه: هو أن الذین قارفوا إثماً من أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم حُدّوا هم قلة نادرة جداً، لا ینبغی أن یُغَلَّب شأنهم وحالهم علی الألوف المؤلفة من الصحابة رضی الله عنهم الذین ثبتوا علی الجادة والصراط المستقیم، وحفظهم الله تبارك وتعالی من المآثم والمعاصی، ما کبُر منها وما صغر، وما ظهر منها وما بطن، والتاریخ الصادق أکبر شاهد علی هذا.

(الأجوبة العراقیة)(ص23-24)

امام غزالی کا کهنا ہے:

والذی علیه سلف الأمة وجماهیر الخلف: أن عدالتهم معلومة بتعدیل الله- عزوجل-إیاهم، وثنائه علیهم فی کتابه، فهو معتقدنا فیهم إلا أن یثبت بطریق قاطع ارتکاب واحد لفسق مع علمه به، وذلك لا یثبت، فلا حاجة لهم إلی تعدیل.

(المستصفی)(ص189-190)

حافظ الذهبی (م748ھ) کهتے ھیں: «فأما الصحابة رضی الله عنهم، فبساطهم مطوی وإن جری ما جری، إذ علی عدالتهم وقبول ما نقلوه العمل، وبه ندین الله تعالی (رسالة الحافظ الذهبی فی الرواة الثقات المتکلم فیهم بما لا یوجب ردهم، ص:4).

حافظ ابن کثیر (م774ھ) لکھتے ھیں: «والصحابة کلهم عدول عند أهل السنة والجماعة».

ثم قال: «وقول المعتزلة: الصحابة عدول إلا من قاتل علياً، قول باطل مردود».

وأضاف: «وأما طوائف الرفض وجهلهم، وقلة عقلهم، ودعاويهم أن الصحابة كفروا إلا سبعة عشر صحابياً — وسموهم — فهو من الهذيان بلا دليل»

(اختصار علوم الحديث، ص: 220-222.

علوم الحديث، ص: 264).

علامة كمال الدين محمد بن الهمام (م861ھ) کہتے ہیں: «واعتقاد أهل السنة والجماعة تزكية جميع الصحابة وجوباً بإثبات العدالة لكل منهم، والكف عن الطعن فيهم، والثناء عليهم كما أثنى الله سبحانه وتعالى عليهم»

(مقدمة الاستيعاب فی معرفة الأصحاب تحت الإصابة فی تمییز الصحابة، ج1، ص: 2.

المسایرة فی العقائد المنجیة فی الآخرة، ص 132، ط: دیوبند (الهند).

الكفاية فی معرفة علم الرواية، ص: 48-49.)

اسی لئے امام ابوزرعہ

نے شان صحابہ میں طعنہ زنی کرنے اور ان کی تنقیص وتجریح کرنے والوں کو "زندیق" کہا ہے:

يقول أبو زرعة الرازی رحمه الله

إذا رأيت الرجل ينتقص أحداً من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلم أنه زنديق؛ لأن الرسول صلى الله عليه وسلم عندنا حق، والقرآن حق، وإنما أدى إلينا هذا القرآن والسنن

أصحابُ رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ، وإنما يريدون أن يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة، والجرح بهم أولى، فهم زنادقة ، أخرجه الخطيب البغدادی فی (الكفاية) (ص 66ـ67)

تفسیر مظهری میں ہے کہ جن خیار امت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے غفران اور مغفرت کا اعلان فرمادیا ہے اگران سے کوئی لغزش ہوئی ہے تویہ آیت (لقد رضی اللہ عن المومنین) اسکی معافی کا اعلان ہے لهٰذا ان کے درمیان ہونےوالے واقعات کوبنیاد بنا کر ان کی تنقیص کرنےوالا بدبخت ہے۔۔۔(سورہ ق)

صحابہ کے آپسی اختلافات

میں جمہور کا موقف اور راہ عمل

مشاجرات صحابہ میں ایك فریق کی تصویب اور دوسرے کا تخطیہ کرنے کی بجائے اجماع امت اس بات ہرقائم ہے کہ مشاجرات کی بعض ثابت روایات کی بھی تاویل کی جائے گی تاکہ امت مسلمہ ایسی پاکباز جماعت کے حوالے سے بد ظنی میں مبتلا نہ ہوجس کا تزکیہ خود رب کریم نے کردیا ہو،اور جن روایات میں تاویل نہ ہوسکتی ہوانھیں مردود سمجھا جائے گا

علامہ ابن دقیق العید لکھتے ھیں:

(وما نقل عنهم فيما شجر بينهم واختلفوا فيه ، فمنه ما هو باطل وكذب ، فلا يلتفت إليه ،

وما كان صحيحا أولناه تأويلا حسنا ، لأن الثناء عليهم من الله سابق ، وما ذكر من الكلام اللاحق محتمل للتأويل ، والمشكوك والموهوم لا يبطل الملحق المعلوم)

. (أصحاب رسول الله ومذاهب الناس فيهم لعبد العزيز العجلان ص 360) .

اسی لئے حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صحابہ کے مابین ہونے والی لڑائی ایسی لڑائی تھی جس میں صحابہ موجود تھے

اور ہم غائب ، وہ پورے حالات کو جانتے تھے ہم نہیں جانتے ،

جس معاملے پر تمام صحابہ کا اتفاق ہے ہم اس کی پیروی کرتے ہیں اور جس میں ان کے مابین

اختلاف ہے ہم اس سے سکوت کرتے ہیں:

(قتال شهده أصحاب محمد — وغبنا، وعلموا وجهلنا، واجتمعوا فاتبعنا، واختلفوا فوقفنا)

الجامع لأحكام القرآن، للقرطبي (332/16).

امام احمد بن، امام قرطبی، امام ابن تیمیہ اور تمام ہی جمہور ائمہ سلف وخلف صحابہ کے

مشاجرات میں کف لسان کے قائل ہیں:

امام احمد کہتے ہیں:

(ما أقول فيهم إلاّ الحسنى)

(مناقب الإمام أحمد، لابن الجوزی، ص (146)

امام قرطبی صحابہ کی غلطیوں کے تذکرہ کو ناجائز کہتے ہیں

(لا يجوز أن ينسب إلى أحد من الصحابة خطأ مقطوع به؛ إذ كانوا كلهم اجتهدوا فيما فعلوه وأرادوا الله عز وجل. وهم كلهم لنا أئمة، وقد تُعبّدنا بالكف عمّا شجر بينهم، وألاّ نذكرهم إلا بأحسن الذكر لحرمة الصحبة، ولنهي النبي ﷺ عن سبهم (صحيح البخاری (2/292)، ومسلم (4/1967)، وأحمد (3/11). وأن الله غفر لهم وأخبر بالرضى عنهم)
الجامع لأحكام القرآن، للقرطبي (16/321/322).

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں :

(ویمسکون عما شجر بین الصحابة ويقولون: إن هذه الآثار المروية في مساويهم منها ما هو كذب، ومنها ما قد زيد فيه ونقص، وغُيّر عن وجهه، والصحيح منه هم فيه معذورون: إما مجتهدون مصيبون، وإما مجتهدون مخطئون) العقيدة الواسطية مع شرحها، لمحمد هراس، ص (173).

ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرما گئے ہیں:

كان من مذاهب أهل السنة الإمساك عما شجر بين الصحابة، فإنه قد ثبتت فضائلهم، ووجبت موالاتهم ومحبتهم، وما وقع منه ما يكون لهم فيه عذر يخفٰى على الإنسان، ومنه ما تاب صاحبه منه، ومنه ما يكون مغفورا، فالخوض فيما شجر يوقع في نفوس كثير من الناس بغضا وذما، ويكون هو في ذٰلك مخطئا، بل عاصيا، فيضر نفسه، ومن خاض معه في ذٰلك، كما جرٰى لأكثر من تكلم في ذٰلك، فإنهم تكلموا بكلام لا يحبه الله ولا رسوله، إما من ذم من لا يستحق الذم، وإما من مدح أمورا لا تستحق المدح، ولهٰذا كان الإمساك طريقة أفاضل السلف

"اہل سنت کے عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ صحابہ کرام میں جو بھی اختلافات ہوئے،

ان کے بارے میں اپنی زبان بند کی جائے، کیونکہ (قرآن و سنت میں) صحابہ کرام کے فضائل ثابت ھیں اور ان سے محبت و مودّت فرض ہے۔ صحابہ کرام کے مابین اختلافات میں سے بعض ایسے تھے کہ ان میں صحابہ کرام کا کوئی ایسا عذر تھا، جو عام انسان کو معلوم نہیں ھو سکا، بعض ایسے تھے جن سے انھوں نے توبہ کر لی تھی اور بعض ایسے تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے خود ھی معافی دے دی۔ مشاجرات صحابہ میں غور کرنے سے اکثر لوگوں کے دلوں میں صحابہ کرام کے بارے میں بغض و عداوت پیدا ھوجاتی ہے، جس سے وہ خطاکار، بلکہ گنہگار ھو جاتے ھیں۔ یوں وہ اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو نقصان پھنچاتے ھیں۔ جن لوگوں نے اس بارے میں اپنی زبان کھولی ہے، اکثر کا یھی حال ھوا ہے۔ انھوں نے ایسی باتیں کی ھیں جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند نھیں تھیں۔ انھوں نے ایسے لوگوں کی مذمت کی، جو مذمت کے مستحق نھیں تھے یا ایسے امور کی تعریف کی، جو قابل تعریف نہ تھے۔ اسی لیے مشاجرات صحابہ میں زبان بند رکھنا ھی سلف صالحین کا طریقہ تھا۔" [منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية: 1/448، 449، طبعة جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية]

امام حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ھیں:

إن عائذ بن عمرو، وكان من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، دخل على عبيد الله بن زياد، فقال: أي بني، إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: 'إن شر الرعاء الحطمة'، فإياك أن تكون منهم، فقال له: اجلس، فإنما أنت من نخالة أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم، فقال: وهل كانت لهم نخالة؟ إنما كانت النخالة بعدهم، وفي غيرهم

"صحابی رسول سیدنا عائذ بن عمرو، عبید اللہ بن زیاد کے پاس آئے اور فرمانے لگے: بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بدترین حکمران وہ ھوتے ھیں،

جو اپنی رعایا پر ظلم کرتے ھیں۔ لہٰذا (میری نصیحت ہے کہ) تیرا شمار ایسے لوگوں میں نہ هو۔ عبیداللہ بن زیاد کہنے لگا: بیٹھ جا، تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا گھٹیا درجے کا صحابی ہے۔ سیدنا عائذ فرمانے لگے: کیا صحابہ کرام میں سے بھی کوئی گھٹیا تھا (رضی اللہ عنہم) گھٹیا لوگ تو وہ ھیں جو صحابی نہ بن سکے اور وہ جو صحابہ کرام کے بعد میں آئے۔" [صحیح مسلم: 1830]

٦ ثابت هوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ ارفع و اعلیٰ درجات پر فائز ھیں۔ اس بات سے انکار نہیں کہ بعض صحابہ کو بعض پر فضیلت حاصل ہے، لیکن اس کے باوجود تمام صحابہ کرام قابل عزت و احترام ھیں اور بعد میں آنے والا کوئی شخص نیکی و تقویٰ اور علم کا بڑے سے بڑا کارنامہ سرانجام دے کر بھی کسی صحابی کی ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا کسی بعد والے کو یہ حق نہیں کہ وہ صحابہ کرام کی بشری لغزشوں، جن کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا ہے، یا ان کی اجتهادی غلطیوں، جن پر اللہ تعالیٰ نے بھی مؤاخذہ نہیں فرمایا، کو بنیاد بنا کر ان کے بارے میں بدظنی کا شکار هو یا زبان درازی کرے۔

امام ابوزرعہ، عبداللہ بن عبدالکریم، رازی (200-264ھ) اور امام ابوحاتم، محمد بن ادریس، رازی (195-277ھ) رحمهما اللہ اهل سنت کا اجماعی عقیدہ بیان فرماتے ھیں:

أدركنا العلماء في جميع الأمصار حجازا، وعراقا، ومصرا، وشاما، ويمنا، فكان من مذهبهم ۔۔۔ والترحم على جميع أصحاب محمد، صلى الله عليه وسلم، والكف عما شجر بينهم

"هم نے حجاز و عراق، مصر و شام اور یمن تمام علاقوں کے علمائے کرام کو دیکھا ہے، ان سب کا مذهب یہ تھا کہ۔۔۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کے لیے رحمت کی دعا کرنا اور ان کے درمیان هونے والے اختلافات سے اپنی زبان بند رکھنی چاهیے۔" [كتاب أصل السنة واعتقاد الدين لابن أبي حاتم]

امام شہاب بن خراش رحمہ اللہ (المتوفی بعد: 174ھ) فرماتے ہیں:

أدرکت من أدرکت من صدر ھٰذہ الأمة، وھم یقولون: اذکروا أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماتأتلف علیہ القلوب، ولاتذکروا الذی شجربینھم، فتحرشوا الناس علیھم

"میں نے اس امت کے اسلاف کو یہی کہتے ہوئے سنا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا صرف ایسا تذکرہ کیا کرو، جس سے ان کے بارے میں محبت پیدا ہو۔ ان کے اختلافات کا تذکرہ نہ کرو کہ اس سے تم لوگوں کو ان سے متنفر کرنے کا سبب بنو گے۔" [الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: 5/53، تاریخ دمشق لابن عساکر: 23/215، میزان الاعتدال للذھبی: 2/282، وسندہ صحیح]

امام ابوالحسن، اشعری رحمہ اللہ (260۔324ھ) فرماتے ہیں:

ونتولٰی سائر أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ونکف عما شجربینھم

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے مابین ہونے والے اختلافات کے بارے میں اپنی زبان بند رکھتے ہیں۔" [الإبانة عن أصول الدیانة، ص: 29]

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (673۔748ھ) فرماتے ہیں:

فسبیلنا الکف والاستغفار للصحابة، ولانحب ما شجربینھم، ونعوذ باللہ منه

"ہمارا منہج یہ ہے کہ صحابہ کرام کے (اختلافات کے) بارے میں زبان بند رکھی جائے اور ان کے لیے مغفرت کی دُعا کی جائے۔ ان کے مابین جو بھی اختلافات ہوئے، ہم ان کا تذکرہ پسند نہیں کرتے، بلکہ ایسے طرز عمل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔" [سیر أعلام النبلاء: 3/39]

حافظ، ابوفداء، اسماعیل بن عمر، ابن کثیر رحمہ اللہ (700 — 774ھ) فرماتے ہیں:

وأما ما شجر بینهم بعده علیه الصلاة والسلام، فمنه ما وقع عن غیر قصد، کیوم الجمل، ومنه ما کان عن اجتهاد، کیوم صفین، والاجتهاد یخطئ ویصیب، ولکن صاحبه معذور وإن أخطأ، ومأجور أیضا، وأما المصیب فله أجران اثنان

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام کے مابین جو اختلافات ہوئے، ان میں سے بعض ایسے تھے جو بلا قصد وارادہ واقع ہو گئے، جیسا کہ جنگ جمل والے دن ہوا اور بعض ایسے ہیں جو اجتہادی طور پر سرزد ہوئے، جیسا کہ جنگ صفین والے دن ہوا۔ اجتہاد کبھی غلط ہوتا ہے اور کبھی درست، لیکن اجتہاد کرنے والا غلطی بھی کرے تو اسے ایک اجر ملتا ہے اور اس کا عذر قبول کیا جاتا ہے اور اگر وہ درست ہو تو اسے دو اجر ملتے ہیں۔" [الباعث الحثیث إلی اختصار علوم الحدیث، ص: 182]

نیز فرماتے ہیں:

إن أصحاب علی أدنی الطائفتین إلی الحق، وهٰذا هو مذهب أهل السنة والجماعة أن علیا هو المصیب، وإن کان معاویة مجتهدا، وهو مأجور، إن شاء الله

"بلاشبہ دونوں گروہوں میں سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی حق کے زیادہ قریب تھے۔ اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، لیکن سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مجتہد تھے اور ان کو بھی ان شاء اللہ ایک اجر ملے گا۔" [البدایة والنهایة: 27 تذکر

حافظ، ابوالفضل، احمد بن علی بن محمد، ابن حجر، عسقلانی رحمہ اللہ (773 — 852ھ) فرماتے ہیں:

واتفق أهل السنة علىٰ وجوب منع الطعن علىٰ أحد من الصحابة، بسبب ما وقع لهم من ذٰلك، ولو عرف المحق منهم، لأنهم لم يقاتلوا فى تلك الحروب إلا عن اجتهاد، وقد عفا الله تعالىٰ عن المخطئ فى الاجتهاد، بل ثبت أنه يؤجر أجرا واحدا، وأن المصيب يؤجر أجرين

”اهل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام کے باھمی اختلافات کی بنا پر کسی بھی صحابی پر طعن کرنا حرام ہے، اگرچہ کسی کو ان میں سے اهل حق کی پہچان ہو بھی جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام نے اجتہادی طور پر یہ لڑائیاں کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اجتہاد میں غلطی کرنے والے سے درگزر فرمایا ہے، بلکہ اسے ایک اجر ملنا بھی ثابت ہے اور جو شخص حق پر ہو گا، اسے دو اجر ملیں گے۔“ [فتح الباری:13/34]

علامہ، ابو محمد، محمود بن احمد، عینی، حنفی (762۔855ھ) فرماتے ھیں:

والحق الذى عليه أهل السنة الإمساك عما شجر بين الصحابة، وحسن الظن بهم، والتأويل لهم، وأنهم مجتهدون متأولون، لم يقصدوا معصية ولا محض الدنيا، فمنهم المخطئ فى اجتهاده والمصيب، وقد رفع الله الحرج عن المجتهد المخطئ فى الفروع، وضعف أجر المصيب

”برحق نظریہ جس پر اھل سنت والجماعت قائم ھیں، وہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کے مابین ہونے والے اختلافات کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے، ان کے بارے میں حسن ظن سے کام لیا جائے، ان کے لیے تاویل کی جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ مجتہد تھے اور ان سب کے پیش نظر دلائل تھے، ان اختلافات میں سے کسی صحابی نے بھی کسی گناہ یا دنیاوی متاع کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ اجتہاد میں بعض کو غلطی لگی اور بعض درستی کو پہنچے۔

اللہ تعالیٰ نے فروعی معاملات میں اجتہادی غلطی کرنے والے کو گناہ گار قرار نہیں دیا (بلکہ ایک اجر کا حق دار ٹھہرایا ہے)، جبکہ درستی کو پہنچنے والے کا اجر دو گنا کر دیا گیا ہے۔" [عمدۃ القاری: 1/212]

کیا صحابہ کی صف میں منافقین بھی تھے

صحابہ کی تعریف میں مذکور قید "جو ایمان کی حالت میں حضور کی دیدار کیا ہو" سے منافق شخص صحابی ہونے سے خود ہی خارج ہو گیا

علاوہ ازیں دلوں میں کفر و نفاق چھپانے والے منافقین

صحابہ کے مابین معروف تھے، کسی نے بھی کبھی کسی منافق کو صحابی رسول نہ سمجھا

حضرت عبد اللہ بن مسعود کا قول مسلم شریف میں مروی ہے:

وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ۔ أخرجه مسلم في۔ صحيحه (654)

غزوہ تبوک میں شرکت سے پیچھے رہ جانے اور سورہ توبہ کے نزول کے بعد تو منافقین بالکل اوپن ہو گئے

چنانچہ صحابی رسول کعب بن مالک جو اس غزوہ میں پیچھے رہ گئے تھے وہ خود کہتے ہیں:

فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُفْتُ فِيهِمْ، أَحْزَنَنِي أَنِّي لَا أَرَى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ، أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ۔ أخرجه البخاري (4418)، ومسلم (2769).

ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ مہاجرین میں ایک بھی منافق نہیں تھا:

ذَكَرْنَا فِيمَا تَقَدَّمَ أَنَّ الْمُهَاجِرِينَ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ مُنَافِقٌ .

(منہاج السنة النبوية سُوْرَةُ (8/474)

چونکہ ایمان اور کفر وشرک کیفیت باطنی کا نام ہے

بظاہر یہ یقین سے یہ جان پانا مشکل ہے کہ کون منافق ہے اور کون کافر

لیکن چال ڈھال اور بول چال سے اسے پرکھ لینا مشکل نہیں تھا:

تَعَالَى: وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ [سُورَةُ مُحَمَّدٍ: 30] ، وَقَالَ: وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ [سُورَةُ مُحَمَّدٍ: 30] .

لیکن غزوہ تبوک کے بعد اب منافقین کا حال مجموعی طور پہ صیغہ راز میں نہ رہ سکا

اس کے باوجود آج تک یہ ثابت نہ ہو سکا کہ کسی ایک منافق نے کوئی ایک حدیث روایت کی ہو!

مرداوی التحبیر شرح التحریر (4/1995) میں لکھتے ہیں:

قَالَ الْحَافِظ الْمزي: من الْفَوَائِد أَنه لم يُوجد قطّ رِوَايَة عَمَّن لمز بالنفاق من الصَّحَابَة - رَضِي الله عَنْهُم - - انتهى .

شیخ الإسلام ابن تیمیة فی منهاج السنة النبوية (8/474) میں کہتے ہیں:

وَالصَّحَابَةُ الْمَذْكُورُونَ فِي الرِّوَايَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَالَّذِينَ يُعَظِّمُهُمُ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الدِّينِ: كُلُّهُمْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ بِهِ ، وَلَمْ يُعَظِّمِ الْمُسْلِمُونَ - وَلِلَّهِ الْحَمْدُ - عَلَى الدِّينِ مُنَافِقًا - - انتهى .

جھاں تك سورہ الحجرات کی آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ (6)

کے شان نزول کا مسئلہ ہے تو

اس آیت کا صحابی رسول حضرت ولید بن عقبہ کے بارے میں نازل ھونا قطعیت سے ثابت نہیں،

امام رازی تفسیر

مفاتیح الغیب (28/98)، اور ابن عاشور تفسیر التحریر والتنویر (26/269)، اور محب الدین

ال الخطی العواصم من القواصم ملابن العربی (ص 102) کے حاشیہ میں

اس کی نفی کرتے ھیں

امام رازی

لکھتے ھیں؛

ویتأکد بما ذکرنا أن إطلاق لفظ الفاسق علی الولید شیء بعید، لأنه توهم وظن، فأخطأ،

والمخطئ لا یسمی فاسقًا- انتهی.

(14/271)

اگر بالفرض آیت کا تعلق ولید بن مغیرہ سے ثابت ھو بھی جائے

تو انھوں نے توبہ کیا ھوگا

اور کعب بن مالك اور حاطب بن بلتعه وغیرہ کی طرح ان کا توبه مقبول ہو گیا ہو گا

توبه کر لینے کے بعد عدالت بحال ہوجاتی ہے

ابن العربی کہتے ہیں:

ولیست الذنوب مسقطةً للعدالة إذا وقعت منها التوبة انتهى من العواصم من القواصم (ص 94).

اسی لئے تو ان کو حضرت عمر نے بنی تغلق کی زکات وصولی پہ مامور فرمایا اور حضرت عثمان غنی نے اپنے زمانه خلافت میں کوفه کا گورنر بنایا

البداية والنهاية (11/604).

کیا یه دونوں خلفائے راشدین

فاسق یا غیر معتبر و غیر ثقه شخص کو اتنا بڑا عوامی منصب دے سکتے ہیں امجد علوی امجد علوی

پھر نبی صلی الله علیه وسلم

نے انھیں طعن کرنے سے صاف لفظوں میں منع فرمایا ہے سخاوی فتح المغیث (3/112) میں

کہتے ہیں:

وأما الوليد وغيره ممن ذكر بما أشار إليه فقد كف النبى صلى الله عليه وسلم من لعن بعضهم بقوله: (لا تلعنه فوالله ما علمت إلا أنه يحب الله ورسوله)، كما كف عمر عن حاطب رضي الله عنهما قائلا له: (إنه شهد بدرا، وما يدريك لعل الله اطلع على أهل بدر،

فقال: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم، لا سيما وهم مخلصون فى التوبة فيما لعله صدر منهم، والحدود كفارات، بل قيل فى الوليد بخصوصه: إن بعض أهل الكوفة تعصبوا عليه فشهدوا عليه بغير الحق، وبالجملة فترك الخوض فى هذا ونحوه متعين۔۔۔ انتهى.

اس لئے عقبہ بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے واقعہ سے

صحابہ کرام کی عدالت وثقاہت کے اجماعی عقیدہ پہ کوئی فرق نہیں پڑتا!

خلاصہ بحث

اصحاب رسول آسمان ھدایت کے روشن ستارے ھیں

دین اسلام کی ترویج، اشاعت وحفاظت کے لئے اپنی زندگیاں لٹوادیں

ان کے عقائد و ایمان، دیانت و تقوی صدق واخلاص کی سند خود رب العالمین نے قرآن میں دی ہے

ان کے ھرھر فرد کی اجتماعی وانفرادی کردار و اعمال فرزندان توحید کے لئے قیامت تک کے لئے مشعل راہ ہے

وہ انبیاء کی طرح اگرچہ معصوم تونہیں تھے

لیکن بربنائے بشریت اجتہادی واضطراری ان سے جو غلطیاں ھوئیں

رب کریم نے سب پہ معافی کا قلم پھیر کر اپنی رضا کا پروانہ عطا کردیا

وہ امت اسلامیہ کے محسن ھیں

ان کی عظمت وتقدس کا اعتراف

ان کی آپسی چپقلشوں، لڑائی جھگڑوں اور اختلافات پہ کف لسان کرنا واجب وضروری ہے

ان سے محبت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا اور ان کی مخالفت کرنا تنقید وتنقیص کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنا اور حضور کی روح کو اذیت پهونچانا ہے

جوزندیقیت، گمراهی اور بدبختی کے سوا کچھ نہیں!

اللهم ارزقنی حبك وحب من يحبك يا رب العالمين

شکیل منصور القاسمی

البیجوسرائیوی

۲ ربیع الاول ۱۴۴۰